

انتخاب

ذبیحہ اہل مغرب

[ہندوستان کے جلیل القدر عالم دین مولانا سید احمد صاحب اکبر آبادی آج کل سیکل ڈیوٹی میں علوم اسلامیہ پر درس دے رہے ہیں۔ وہاں کے دوران قیام کے تجربات و تاثرات کو مولانا موصوف اپنے مقرر سالہ ”برہان“ (دہلی) میں بالاقساط شائع فرما رہے ہیں۔ اس دلچسپ اور بصیرت افروز سفر نامہ کا ایک اقتباس نذیر قارئین ہے۔]

امریکہ اور کناڈا میں دو قسم کا گوشت ملتا ہے، ایک تو وہی عام گوشت جسے (MEAT) کہتے ہیں یہ عیسائیوں کا ”ذبیحہ“ ہوتا ہے اور اس کے مقابل جو یہودیوں کا ذبیحہ ہوتا ہے وہ کوٹر کہلاتا ہے، یہودی اس باب میں بڑے کٹر اور جامد ہوتے ہیں، اپنے ذبیحہ کے علاوہ کسی اور ذبیحہ کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن جہاں تک طریقہ ذبح کا تعلق ہے جو مسلمانوں کے عام رواج کے برخلاف ایک مکینکل طریقہ ہے وہ ہر جگہ یکساں ہے اور اس لحاظ سے عیسائیوں کے ذبیحہ اور یہودیوں کے ذبیحہ میں کوئی فرق نہیں، البتہ فرق صرف اس قدر ہے کہ ذبح میں جب یہودیوں کے جانور ذبح ہوجاتے ہیں تو ان کا ایک نامی شخص آکر ان کا نام لگاتا ہے، یہودیوں میں بڑے بڑے قسطنطینی مسلمانوں کو اس نے دکھا ہے کہ کوٹر ٹری بے تکلفی

سے کھاتے ہیں، مگر عیسائیوں کے ذبیحہ کو چھوڑتے تک نہیں، میری رائے میں اس تفریق کے کوئی معنی نہیں ہیں؟ کیونکہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ روایہ اور امریکہ میں ذبح کا جو طریقہ مروج ہے وہ اسلامی شریعت میں معتبر ہے اس لئے کہ جو حضرات عیسائیوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے وہ بھی گوشت کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے، حالانکہ جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا۔ اس خاص اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اسلام میں کسی گوشت کے حلال ہونے کا دار و مدار چار چیزوں پر ہے۔

(۱) گوشت کسی حلال جانور کا ہو (۲) ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو۔ (۳) ذبح کا طریقہ عند الشرع معتبر ہو (۴) ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ مسئلہ زیر بحث میں پہلی اور دوسری شرط کے وجود میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا، یہی تیسری شرط تو چونکہ اس کو بھی جہور امت نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے اس کے وجود میں بھی کوئی شبہ نہیں رہا، اب لے دیکے بحث اس پر مرکوز ہو جاتی ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ تسمیہ عند الذبح ضروری ہے، اور اہل کاسندلال سورۃ النعام کی اس آیت سے ہے۔

ذَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم مِّنْ بَيْنِكُمْ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذٰلِكُمْ
لیکن اس کے برخلاف امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ تسمیہ ذبح کے وقت مستحب ہے۔ واجب یا شرط نہیں ہے۔ جو مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے وہی امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان بھول چوک کی وجہ سے تسمیہ نہ کر سکے تو کوئی مضائقہ نہیں اس کا ذبیحہ حلال ہوگا، امام شافعی کا اپنے مسلک کے لئے استدلال یہ ہے کہ (۱) مذکورہ بالا آیت میں مَا لَكُمْ يٰذِكُرْہِمْ "کا" سے مراد گوشت اور غیر گوشت ہر چیز ہو سکتی ہے، حالانکہ ایک دو اقوال کو چھوڑ کر کوئی اس کا قائل نہیں ہے کہ جب کبھی کوئی بھی چیز کھائی جائے اس پر اللہ کا نام لینا واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اپنے عموم پر نہیں ہے، (۲) اس آیت سے تو بظاہر تسمیہ عند الاکل کا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ کہ تسمیہ عند الذبح کا تسمیہ عند الذبح کے وجوہ کے لئے اس سے استدلال کیونکہ درست ہوگا۔ (۳) تیسری دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ اگر اس

لے اُس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں چھری سے ذبح کرنے کا جو طریقہ شروع سے چلا آ رہا ہے وہ تبعدی نہیں بلکہ عادی ہے

کا تعلق ذبح سے ہی مانا جائے تب بھی اس سے اُن جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا جس کو اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کیا گیا ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی آیت میں ”وَاللّٰهُ لَیْسَ بِہٖۤ اٰہِلٌۢ بِہٖۤ لِغَیْرِ اللّٰہِ“ (جو جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو) سے کی گئی ہے اسی بنا پر آیت میں ”مَا لَمْ یَذْکُرْ اِسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِہٖ“ سے مراد ”ما ذکر اسم غیر اللہ علیہ“ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو) ہے، گویا سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ میں محرمات طعام کے سلسلہ میں ”وَمَا اٰہِلٌۢ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ“ فرما کر جو حکم بیان کیا گیا تھا اسی کا اعادہ سورہ الانعام میں ”وَلَا تَاْكُلُوْا اِلَّا بِیْہٖۤ فَرَمًا“ کیا گیا۔ امام شافعی کے قول کی تائید بخاری، نسائی اور ابن ماجہ کی اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور جس میں فرمایا گیا ہے کہ چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ”ہمارے پاس لوگ گوشت لے کر آتے ہیں جس کے متعلق ہمیں بالکل علم نہیں ہوتا کہ اُس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ حضور نے جواب دیا ”لو تم گوشت پر اللہ کا نام لو اور کھا جاؤ“ اس سے ثابت ہوا کہ تسمیہ عند الذبح شرط یا واجب نہیں ہے اور اس بنا پر اگر عند الذبح نہ بغیر اللہ کا نام لیا جائے اور نہ اللہ کا تو وہ ذبیحہ حرام نہیں ہوگا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ آیت زیر بحث کی مذکورہ بالا تاویل میں امام شافعی مسافر ذہب نہیں ہیں بلکہ ابن جریر الطبری نے بھی اس آیت کی تفسیر میں مختلف روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ”اور درست یہ کہنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد اُن جانوروں کا گوشت حرام قرار دینا ہے جو تین یا دیوتاؤں کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں یا ان کو ذبح ایسے شخص نے کیا ہو جس کا ذبیحہ اسلام میں حلال نہیں ہے“

امام شافعی اور بعض اور فقہاء کے اسی مسلک کی بنیاد پر غالباً مصر و شام میں سب سے پہلے مفتی محمد عبدہ نے خاص انگریزوں کے ذبیحہ کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا تو مصر میں شور مچ گیا اور اخبارات میں مخالفانہ مضامین شائع ہونے لگے، ادھر سے مفتی صاحب کے فتویٰ کی تائید میں ان کے تلمیذ رشید سید رشید رضا نے جملہ المنار (جلد ششم) میں مضامین لکھنے شروع کئے، یہ مضامین اس درجہ مدلل اور پُر زور تھے کہ مصر اور شام و تونس کے بعض علماء نے ان کی تائید میں خطوط لکھے۔ مصریوں کے ساتھ یہ خطوط بھی چھپتے رہے، اس کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ فضاہدلی اور مفتی محمد عبدہ کی مخالفت کا جوش ختم ہو گیا، اسی

کا ایک نمائندہ اجتماع ہوا اور انھوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں مفتی صاحب موصوف کے فتوے کی تائید اپنے اپنے مذہب کی تصریحات کی روشنی میں کی تھی، شیخ عبدالحجید حردش جو اس زمانہ میں ازہر کے مشہور عالم اور مصر کے قاضی شریعت تھے انھوں نے یہ رسالہ چھاپا تھا، اس کے علاوہ شیخ محمد بیرم الخاٹم جو حنفی فقہ کے بہت بڑے عالم اور مبصر ہیں انھوں نے بھی اپنی کتاب صفوۃ الاعتبار میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور خود علمائے حنفیہ کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ یورپ کا ذبیحہ چونکہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہے اس لئے وہ مطلقاً حلال ہے اور وہ موقوفہ کی تعریف میں آتا ہے اور نہ منخنقہ و طیوہ کی تعریف میں ہے۔

مسئلہ چونکہ بڑا اہم اور نازک تھا اس لئے طویل کلام ناگزیر تھا۔ اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ امام شافعی اور بعض اور ائمہ کے مسلک اور علمائے مصر و شام کے فتویٰ کی روشنی میں ذبیحہ نصاریٰ بھی ایسا ہی حلال ہے جیسا کہ بعض متقشف احباب کے نزدیک ذبیحہ یہودی بھی کو شہر اس لئے ہیں نے ہوٹل میں اپنے لئے گوشت کا الگ کوئی بندوبست نہیں کیا بلکہ جو ہوٹل میں آتا تھا وہی کھاتا تھا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یوں کھانے کو تو میں یہ گوشت کھاتا ہی تھا اور یقیناً حرام نہیں تھا۔ لیکن میرے نزدیک اس کا کھانا خالصتاً اولیٰ ضرور ہے اور وہ حضور کے ارشاد "دع ہایر یدک الیٰ حالابریبک" کے تحت آتا ہے، لیکن وہاں کی فضا اور ماحول میں اولیٰ چیزوں کا کیا ذکر! اگر کوئی مسلمان حرام محض یا مکروہ تحریمی چیزوں سے بھی بچ سکے تو اس کے بہرہ صلیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا، وہاں بڑی مشکل یہ ہے کہ قانوناً کوئی شخص پرائیویٹ طور پر مرغی تو کیا، چڑیا اور کبوتر بھی ذبح نہیں کر سکتا اس لئے اگر آپ کو گوشت کھانا ہے تو بجز اس کے کوئی اور صورت نہیں کہ بازار میں جیسا کچھ ملتا ہے اس پر ہی قناعت کریں۔

(بشکریہ "برہان دہلی"، فروری ۱۹۶۳ء)